علمی و تحقیقی رسالہ نمبر: 6



مَنْ سَبَّ نَبِيًّا فَاقْتُلُوْه

کیا یہ حدیث موضوع ہے؟

تحقیق: علمائے دارالافتاء افکارِ رضا پاکستان

پیشکش: افکارِ رضا ریسرچ سینٹر پاکستان

مکتبہ افکارِ رضا

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کیا یہ حدیث پاک "من سب نبیًّا فاقتلوہ" ضعیف و جعلی ہے؟ اور کیا اس کے مرکزی راوی کو امام نسائی نے کذّاب کہا ہے؟ برائے مہربانی اصلاح فرمائیے۔ بینوا توجروا

الجواب بعون الملك الوهاب

تحقیق سے یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ محدثین و عامۃ العلماء بلکہ جمیع امت کے نزدیک حدیث پاک "من سب نبیًّا فاقتلوہ" کا مقتضیٰ نہ صرف مقبول و معروف ہے، بلکہ صدرِ اول سے ہی اس کا اطلاق معمول رہا ہے۔ اس لیے اس حدیث کے موضوع و جعلی ہونے کا دعوی قطعا باطل و مردود ہے۔ جس کی تفصیل آگے آ رہی ہے۔

اور سند کا ضعف بھی اسے مضر نہیں ہے، کیونکہ یہ حدیث قرآن و حدیث کی متعدد نصوص سے ثابت ہونے کے ساتھ ساتھ، امتِ مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے اجماع سے بھی مؤید ہے۔ اور اس حدیث کو تلقی بالقبول کا درجہ بھی حاصل ہے کہ آج تک امت نے اسے قبول کیا اور اسی کے مطابق عمل جاری و ساری رکھا ہے، جس سے روایت کو مزید تقویت مل جاتی ہے اور اجماع وغیرہ امورِ تقویت کے سبب سند کی احتیاجی (ضرورت) ہی ختم ہو جاتی ہے۔ فلہذا اس حدیث کو بیان کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اس سب کی تفصیل ملاحظہ فرمائیں:

حدیث کی اسناد:

اس حدیث کی دو سندیں ہیں۔ پہلی سند جسے امام طبرانی لاتے ہیں: "حدثنا عبيد الله بن محمد العمري القاضي بمدينة طبرية سنة سبع وسبعين ومائتين، حدثنا إسماعيل بن أبي أويس ، حدثنا موسى بن جعفر بن محمد ، عن أبيه ، عن جده علي بن

الحسين، عن الحسين بن علي، عن علي رضي الله عنهم قال: قال رسول الله صلى الله عليه و آله وسلم: «من سب الأنبياء قتل، ومن سب أصحابي جلد» "ترجمہ: ہمیں عبید اللہ بن محمد العمری القاضی نے شہر طبریہ میں 277 ہجری میں حدیث بیان کی، انہوں نے اسماعیل بن ابو اویس سے روایت کی، انہوں نے موسیٰ بن جعفر بن محمد سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے اپنے دادا علی بن حسین سے، انہوں نے حسین بن علی سے اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس نے انبیاء کو گالی دی اسے قتل کیا جائے گا اور جس نے میرے صحابہ کو گالی دی اسے کوڑے مارے جائیں گے۔[1]

اسی طرح اس حدیث کو الفاظِ مختلفہ کے ساتھ امام اجل قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی مشہور زمانہ تصنیفِ لطیف "الشفاء بتعريف حقوق المصطفى" میں اپنی سند کے ساتھ ذکر کیا ہے: "قال حدثنا الشيخ أبو عبد الله أحمد بن غلبون، عن الشيخ أبي ذر الهروي إجازة، قال: حدثنا أبو الحسن الدارقطني، وأبو عمر بن حيوة، حدثنا محمد بن نوح، حدثنا عبد العزيز بن محمد بن الحسن بن زباله، حدثنا عبد الله بن موسى بن جعفر، عن علي بن موسى، عن أبيه، عن جده، عن محمد بن علي بن الحسين، عن أبيه، عن الحسين بن علي، عن أبيه أن رسول الله قال: "من سب نبيا فاقتلوه، ومن سب أصحابي فاضربوه" "ترجمہ: شیخ ابو عبد اللہ احمد بن غلبون نے ہمیں شیخ ابو ذر الہروی کی اجازت سے حدیث بیان کی کہ ہمیں ابو الحسن الدار قطنی اور ابو عمر بن حیوۃ نے بیان کیا، انہوں نے

1 ...۔معجم الصغیر للطبرانی جلد 1 صفحہ نمبر 393، المکتب الاسلامی، بیروت۔

محمد بن نوح سے اور انہوں نے عبد العزیز بن محمد بن حسن بن زبالہ سے، انہوں نے عبد اللہ بن موسی بن جعفر سے، انہوں نے علی بن موسی سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے اپنے دادا محمد بن علی بن حسین سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے حسین بن علی سے اور انہوں نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جو نبی کو گالی دے اسے قتل کرو، اور جو میرے صحابہ کو گالی دے اسے مارو۔"[1]

امام طبرانی کی سند میں موجود راوی عبید اللہ بن محمد عمری پر محدثین نے کلام کیا ہے۔ اور امام نسائی نے کذب جبکہ امام دار قطنی نے ضعیف ہونے کی جرح کی ہے۔ چنانچہ امام ابن حجر "لسان المیزان" میں امام نسائی و امام دار قطنی کے حوالے سے لکھتے ہیں: "عبیداللہ بن محمد بن عمر بن عبدالعزیز العمری من شیوخ الطبرانی رماہ النسائی بالکذب یروی عن طبقه اسمعیل بن ابو اویس ---وقال الدارقطني ليس بصحيح تفرد به العمري وكان ضعيفا ومن مناكيره ما روى الطبراني عنه عن إسمعيل بن أبي أويس عن موسى بن جعفر عن أبيه عن علي بن الحسين عن الحسين بن علي رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: "من سب الأنبياء قتل ومن سب أصحابي جلد" قال الطبراني تفرد به ابن أبي أويس قلت كلهم ثقات إلا العمري وكان ينزل فلسطين وتأخر إلى بعد التسعين ومائتين "ترجمہ: یہ روایت عبید اللہ بن محمد بن عمر بن عبد العزیز العمری سے منقول ہے، جو طبرانی کے شیوخ میں سے ہیں۔ امام نسائی نے ان پر کذب (جھوٹ) کا الزام لگایا ہے، اور وہ اس روایت میں اسماعیل بن ابو اویس کے طبقہ سے

---

1 ...الشفاء بتعریف حقوق المصطفی، جلد02، صفحہ 220-221، دار الفکر الطباعۃ۔

روایت کرتے ہیں۔ امام دار قطنی نے اس حدیث کے بارے میں کہا کہ "یہ صحیح نہیں ہے، اس میں العمری منفرد ہے اور وہ ضعیف راوی ہے۔" امام دار قطنی کے مطابق، العمری کی چند منکر روایات میں سے یہ ایک ہے، جسے طبرانی نے اس کے واسطے سے اسماعیل بن ابو اویس سے نقل کیا ہے، جس میں موسیٰ بن جعفر اپنے والد علی بن حسین کے واسطے سے روایت کرتے ہیں۔ اس میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے: "جو انبیاء کو گالی دے، اسے قتل کیا جائے اور جو میرے صحابہ کو گالی دے، اسے کوڑے مارے جائیں۔" طبرانی نے اس روایت کے بارے میں ذکر کیا کہ اسے صرف ابن ابی اویس نے روایت کیا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اس کے سب راوی ثقہ ہیں سوائے العمری کے، جو فلسطین میں مقیم تھے اور 290 ہجری کے بعد تک زندہ رہے۔"[1]

اسی طرح اس حدیث کی دوسری سند جسے قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے شیخ سے نقل کیا وہ بھی موضوع نہیں، بلکہ فقط ضعیف ہے۔ اس کی سند میں موجود راوی عبد العزیز بن حسن بن محمد بن زبالہ کے بارے میں امام ذہبی "میزان الاعتدال" اور امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ تعالی علیہما "لسان المیزان" میں لکھتے ہیں: واللفظ للاخر "عبد العزيز بن الحسن بن زَبَالة: (وهو عبد العزيز بن محمد بن زبالة، فهو عبد العزيز بن محمد بن الحسن بن زَبَالة) عن عبد الله بن موسى بن جعفر الصادق بحديث منكر عن آبائه لا أعرف هذا فلعله أخ لمحمد، انتهى. وقد ذكر المؤلف بعد هذا عبد العزيز بن محمد بن زبالة المدني. قال ابن حبان: يأتي عن المدنيين بالأشياء المعضلات فبطل الاحتجاج به. فالظاهر أنه هذا وأنه عبد العزيز بن محمد بن الحسن" ترجمہ: عبد العزیز بن حسن بن

1...لسان المیزان، جلد 04، صفحہ 112، مؤسسۃ الاعلمی، بیروت۔

زبالہ نے عبد اللہ بن موسیٰ بن جعفر صادق سے اپنے آباء کی جانب سے ایک منکر حدیث روایت کی ہے، میں اسے نہیں جانتا۔ شاید یہ محمد کا بھائی ہو۔ مؤلف نے اس کے بعد عبد العزیز بن محمد بن زبالہ المدنی کا ذکر کیا ہے۔ ابن حبان نے کہا کہ وہ مدنی راویوں سے معضل (کمزور اور منقطع) روایات لاتے ہیں، لہٰذا اس سے (احکام میں) استدلال کرنا باطل ہے۔ بظاہر یہ وہی ہے اور یہ عبد العزیز بن محمد بن حسن ہے۔[1]

مرکزی راوی کو امام نسائی کے کذّاب کہنے کی وضاحت:

اس روایت کو امام نسائی کی کذب کی جرح کے باوجود ائمہ نے ضعیف کہا ہے، موضوع نہیں۔ کیونکہ اہلِ علم پر مخفی نہیں ہے کہ کذب کی تہمت سے حدیث کی موضوعیت لازم نہیں ہے، جیسا کہ متعدد ائمہ کی اس پر تصریحات موجود ہیں، جن کا بیان آگے آتا ہے۔ یہاں اس حدیث کے فقط ضعیف ہونے پر ائمہ کی تصریحات ملاحظہ فرمائیں۔

خاتم المحدثین امام جلال الدین سیوطی شافعی رحمۃ اللہ تعالی علیہ (جن کا مؤقف متہم بالکذب کی روایت کو موضوع کہنے کا ہے۔ تو وہ بھی) "مناهل الصفافي تخريج أحاديث الشفا" میں لکھتے ہیں: «حديث علي: "من سب نبيًا .. " الحديث الطبراني في الأوسط بسند ضعيف» ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حدیث "جو نبی کو گالی دے..." **یہ حدیث طبرانی نے "المعجم الأوسط" میں ضعیف سند کے ساتھ روایت کی ہے۔**[2]

اسی طرح حنفی محدث ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالی علیہ "شرح الشفا" میں لکھتے ہیں:

1...لسان المیزان، جلد 04، صفحہ 28، مؤسسۃ الاعلمی، بیروت۔

2...مناهل الصفافي تخريج أحاديث الشفا، صفحہ 241، مؤسسة الكتب الثقافية۔

«(عن محمد بن علي بن الحسين) هو أبو جعفر الباقر (عن أبيه) أي علي بن الحسين زين العابدين (عن الحسين بن علي) أي ابن طالب (عن أبيه) أمير المؤمنين علي المرتضى كرم الله وجهه ورضي الله عنه (أن رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم قال من سب نبيا فاقتلوه ومن سب أصحابي فاضربوه) قال الحلبي الحديث هذا ليس في الكتب الستة قلت الحديث قد ساقه القاضي بسنده من طريق الدراقطني وهو إمام جليل من أهل السنة وقد رواه الطبراني في الكبير أيضا لكنه بسند ضعيف عن علي رضي الله تعالى عنه من سب الأنبياء قتل ومن سب أصحاب جلد» ترجمہ: «(محمد بن علی بن حسین) سے مراد امام ابو جعفر الباقر ہیں۔ (عن أبيه) یعنی علی بن حسین زین العابدین۔ (عن الحسين بن علي) یعنی حسین بن علی بن ابی طالب۔ (عن أبيه) امیر المؤمنین علی المرتضیٰ، کرم اللہ وجہہ ورضی اللہ عنہ۔ (کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو نبی کو گالی دے اسے قتل کرو اور جو میرے صحابہ کو گالی دے اسے مارو)۔ حلبی نے کہا کہ یہ حدیث کتبِ ستہ میں نہیں ہے۔ **میں کہتا ہوں کہ یہ حدیث قاضی عیاض مالکی نے امام دارقطنی کے طریق سے اپنی سند کے ساتھ بیان کی ہے، جو کہ اہل سنت کے جلیل القدر امام ہیں۔ نیز اسے طبرانی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے "المعجم الکبیر" میں بھی روایت کیا ہے، لیکن ضعیف سند کے ساتھ: "جو انبیاء کو گالی دے اسے قتل کیا جائے اور جو صحابہ کو گالی دے اسے کوڑے مارے جائیں۔"**[1]

اسی طرح التیسیر بشرح الجامع الصغیر میں ہے:«(من سبّ الانبياء قتل) لانتهاك

1 ...شرح الشفا، جلد 02، صفحہ 403، دار الکتب العلمیہ، بیروت۔

حرمة من أرسلهم واستخفافه بِحقِّهِ وَذٰلِكَ كفر (وَمن سبّ أَصْحَابِي جلد) تعزيرا وَلَا يقتل (طب عَن عَليّ) باسناد ضَعِيف» ترجمہ: "جو انبیاء کو گالی دے، اسے قتل کیا جائے" کیونکہ اس نے ان کے مقام کی بے حرمتی کی اور ان کے حق کو ہلکا سمجھا، اور یہ کفر ہے۔ "اور جو میرے صحابہ کو گالی دے، اسے تعزیراً کوڑے مارے جائیں گے اور قتل نہیں کیا جائے گا۔" **یہ حدیث طبرانی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ضعیف سند کے ساتھ روایت کی ہے۔**[1]

خاص امام نسائی کی جرح کی توضیح:

خاص امام نسائی کی کذب کی جرح کو ضعیف کے ساتھ تعبیر کیا گیا ہے۔ چنانچہ، التوضیح لشرح الجامع الصحیح میں ہے: "وأما الآثار فذكر الدارقطني من حديث عبد العزيز بن محمد بن الحسن بن زبالة، وقد خرجه ابن حبان وغيره: ثنا عبد الله بن موسى بن جعفر، عن علي بن موسى، عن أبيه عن جده، عن محمد بن علي بن حسين، عن أبيه، عن الحسين بن علي، عن أبيه أن رسول الله قال: "من سب نبيا فاقتلوه، ومن سب أصحابي فاضربوه". وأخرجه الطبراني في "أصغر معاجمه" بلفظ "من سب الأنبياء [قتل] ومن سب أصحابي جلد" وفيه عبيد الله العمري يضعفه النسائي جدا، وقال: كذاب" ترجمہ: جہاں تک آثار کا تعلق ہے، امام دارقطنی نے عبدالعزیز بن محمد بن حسن بن زبالہ کی حدیث ذکر کی ہے اور اسے ابن حبان اور دیگر نے بھی روایت کیا ہے: "ہمیں عبداللہ بن موسیٰ بن جعفر نے اپنے والد علی بن موسیٰ کے واسطے سے، اپنے دادا محمد بن علی بن حسین سے،

1...۔التیسیر بشرح الجامع الصغیر، جلد 02، صفحہ 422، مکتبۃ الامام الشافعی، ریاض۔

اپنے والد حسین بن علی سے اور اپنے والد علی سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو نبی کو گالی دے، اسے قتل کرو، اور جو میرے صحابہ کو گالی دے، اسے مارو۔" اسے طبرانی نے "المعجم الصغیر" میں اس طرح روایت کیا ہے: "جو انبیاء کو گالی دے [اسے قتل کیا جائے] اور جو میرے صحابہ کو گالی دے، اسے کوڑے مارے جائیں۔" **اس میں عبید اللہ العمری ہے، جسے نسائی نے شدید ضعیف قرار دیا ہے** اور کہا ہے کہ وہ کذاب (جھوٹا) ہے۔[1]

یہاں امام نسائی کی عبید اللہ العمری پر جرح کو ضعیف کہا گیا ہے۔ **اسی طرح ماقبل میں بھی امام دار قطنی نے اس حدیث کے بارے میں کہا کہ یہ صحیح نہیں ہے، اس میں العمری منفرد ہے اور وہ ضعیف راوی ہے۔** تو وہاں بھی حدیث کی فقط بلحاظ سند صحت کی نفی کی گئی ہے، اور راوی کو بھی فقط ضعیف کہا ہے تو اس لیے یہ حدیث موضوع نہیں ہے۔

متہم بالکذب کی روایت کے موضوع نہ ہونے کے متعلق تحقیقی بحث:

متروک کی حدیث موضوع نہیں، بلکہ ضعیف ہوتی ہے۔ چنانچہ، امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ "نخبۃ الفکر" **میں لکھتے ہیں:** "ثم الطعن: إما أن يكون لكذب الراوي، أو تهمته بذلك، أو فحش غلطه، أو غفلته، أو فسقه، أو وهمه، أو مخالفته، أو جهالته، أو بدعته، أو سوء حفظه. فالأول: الموضوع. **والثاني: المتروك** والثالث: المنكر على رأي وكذا الرابع والخامس" ترجمہ: طعن راوی کے جھوٹ، جھوٹ کی تہمت، فحش غلطی، غفلت، فسق، وہم، مخالفت، جہالت، بدعت یا پھر سوء حفظ (کمزور حافظے) کی وجہ سے ہو گا۔ **پہلا: موضوع، دوسرا: متروک**، تیسرا: منکر (بعض کے نزدیک)، اسی طرح چوتھا اور پانچواں۔[2]

1...التوضیح لشرح الجامع الصحیح، 31، صفحہ 544، دار النوادر، دمشق۔
2...نخبۃ الفکر، صفحہ 58، ریاض۔

اس کی شرح میں ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالی علیہ " شرح نخبة الفكر للقاري "میں لکھتے ہیں: "([المتروك]) (والقسم الثاني من أقسام المردود، وهو ما يكون بسبب تهمة الراوي بالكذب هو المتروك) جعله قسما مستقلا، وسماه متروكا، لأن اتهام الراوي بالكذب مع تفرده لا يسوغ الحكم بالوضع "ترجمہ: متروک: مردود کی دوسری قسم وہ ہے جو راوی پر جھوٹ کی تہمت کی وجہ سے ہوتی ہے، اسے ایک مستقل قسم قرار دے کر متروک کہا گیا ہے، کیونکہ راوی پر جھوٹ کا الزام ہونا اور اس کا متفرد ہونا، حدیث پر موضوع کا حکم لگانے کو مستلزم نہیں یعنی حدیث موضوع ہونے کو لازم نہیں کرتا۔[1]

اسی طرح اعلی حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن شیخ محقق مولانا عبدالحق محدّث دہلوی قدس سرہ القوی کی شرح صراط المستقیم کے حوالے سے لکھتے ہیں: "گفتہ اند کہ اگر ضعف حدیث بجہت سوئے حفظ بعض رواۃ یا اختلاط یا تدلیس بود باوجود صدق و دیانت منجبر میگرد بتعدد طرق و اگر از جہت اتہام کذب راوی باشد یا شذوذ بمخالفت احفظ و اضبط یا بقوت ضعف مثل فحش خطا اگرچہ تعدد طرق داشتہ باشد منجبر نگرد و حدیث محکوم بضعف باشد و در فضائل اعمال معمول الخ محدثین نے بیان فرمایا ہے کہ اگر کسی حدیث میں ضعف بعض راویوں کے سُوئے حفظ یا تدلیس کی وجہ سے ہو جبکہ صدق و دیانت موجود ہو تو یہ کمی تعدد طرق سے پُوری ہو جاتی ہے **اور اگر ضعف راوی پر اتہامِ کذب کی وجہ سے ہو یا احفظ و اضبط راوی کی مخالفت کسی جگہ ہو یا ضعف نہایت قوی ہو مثلاً فحش غلطی ہو تو اب تعدد طرق سے بھی کمی کا ازالہ نہیں ہوگا اور حدیث ضعیف پر**

1... شرح نخبة الفكر للقاري، صفحہ 453، دار الارقم، بیروت۔

ضعیف کا ہی حکم ہو گا اور فضائل اعمال میں مقبول ہے الخ

مزید لکھتے ہیں:

ثانیاً کلبی کا نہایت شدید الضعف ہونا کسے نہیں معلوم اُس کے بعد صریح کذاب وضّاع ہی کا درجہ ہے ائمہ شان نے اُسے متروک بلکہ منسوب الی الکذب تک کیا کذبہ ابن حبان والجوزجانی وقال البخاری ترکہ یحیی وابن مہدی وقال الدارقطنی وجماعۃ متروک (ابن حبان اور جوزجانی نے اسے جھوٹا قرار دیا ہے، بخاری کہتے ہیں کہ اسے یحیی اور ابن مہدی نے ترک کر دیا، دارقطنی اور ایک جماعت نے کہا کہ یہ متروک ہے۔) لاجرم حافظ نے تقریب میں فرمایا متھم بالکذب ورمی بالرفض (اس پر کذب کا اتہام ہے اور اسے روافض کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔)

بایں ہمہ عامہ کتب سیر وتفاسیر اس کی اور اس کی امثال کی روایات سے مالامال ہیں علمائے دین ان امور میں اُنہیں بلانکیر نقل کرتے رہے ہیں۔[1]

اسی میں دوسرے مقام پر لکھتے ہیں: "اقول : وسعید وان اتھم فالمحقق عند المحققین ان الوضع لایثبت بمجرد تفرد کذاب فضلاً عن متھم مالم ینضم الیہ شيء من القرائن الحاکمۃ بہ کمخالفۃ نصٍ اواجماع قطعیین اوالحس او اقرار الواضع بوضعہٖ الی غیر ذٰلک کما نص علیہ السخاوی فی فتح المغیث واثبتنا علیہ عرش التحقیق فی "منیر العین فی حکم تقبیل الابھامین" واجمع العلماء ان الضعیف غیر الموضوع یعمل بہ فی الفضائل وقدبیناہ فی "الھاد" میں کہتا ہوں سعید

1 ...۔فتاوی رضویہ، جلد 05، صفحہ 525-526، رضافاؤنڈیشن، لاہور۔

اگرچہ متہم ہے مگر محققین کے نزدیک یہ بات ثابت ہے کہ بیشک وضع حدیث محض ایک کذاب کے تفرد سے ثابت نہیں ہوتا چہ جائیکہ متہم سے ثابت ہو جب تک اس کے ساتھ قرائن وضع منضم نہ ہوں، جیسے نص قطعی کی مخالفت اوراجماع قطعی کی مخالفت اور حس کی مخالفت اور خود واضع کا اقرار وغیرہ، جیسا کہ امام سخاوی نے فتح المغیث میں اس پر نص فرمائی ہے، اور ہم نے "منیر العین فی حکم تقبیل الابہامین" میں اس کی تحقیق کو حد کمال تک پہنچایا ہے۔ **اس بات پر علماء کا اجماع ہے کہ جو حدیث ضعیف موضوع نہ ہو وہ فضائل میں قابل عمل ہے** اور ہم نے اس کو "الہاد الکاف فی حکم الضعاف" میں بیان کیا ہے۔"[1]

تائیدات:

1۔ نقلِ حدیث میں تصریحاتِ متفرقہ:

پھر اس سب کے بعد اس حدیث کو بیسیوں علماء نے نہ صرف اپنی اپنی کتابوں کی زینت بنایا ہے، بلکہ اس کو گستاخوں کے خلاف حد قائم کرنے میں استدلال کے طور پر بھی ذکر کیا ہے، اگرچہ اصل دلائل اجماع و دیگر نصوص موجود ہیں۔ تاہم یہ روایت بھی ذکر کی جاتی رہی ہے۔ لف ونشر کے طور پر چند تصریحات ملاحظہ فرمائیں۔

السابق واللاحق میں ہے: "وأما حديث عبد الله بن موسى، فأخبرنيه عبيد الله بن أبي الفتح الفارسي ثنا علي بن عمر الدارقطني ثنا محمد بن نوح الجنديسابوري ثنا عبد العزيز بن محمد بن الحسن بن زبالة ثنا عبد الله بن موسى بن جعفر عن علي بن موسى عن أبيه عن جده عن محمد بن علي عن أبيه عن الحسين بن علي عن أبيه:

1 ...۔فتاوی رضویہ، جلد 30، صفحہ 561، رضا فاؤنڈیشن، لاہور۔

أن رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم قال: "من سب نبیا فاقتلوہ، ومن سب أصحابي فاضربو"" ترجمہ: بہر حال عبد اللہ بن موسیٰ کی حدیث: مجھے یہ عبید اللہ بن ابی الفتح الفارسی نے بیان کی، انہوں نے ہمیں علی بن عمر دار قطنی سے روایت کر کے بیان کی، انہوں نے محمد بن نوح الجندیسابوری سے، انہوں نے عبد العزیز بن محمد بن حسن بن زبالہ سے، انہوں نے عبد اللہ بن موسیٰ بن جعفر سے، انہوں نے علی بن موسیٰ سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے اپنے دادا محمد بن علی سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے حسین بن علی سے، انہوں نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو نبی کو گالی دے، اسے قتل کرو، اور جو میرے صحابہ کو گالی دے، اسے مارو۔"[1]

تاریخ دمشق لابن عساکر میں ہے: "أنبأنا أبو علي الحداد وجماعة قالوا أنا أبو بكر بن ريذة أنا سليمان بن أحمد الطبراني نا عبيد الله بن محمد العمري القاضي بمدينة طبرية سنة سبع وسبعين ومائتين نا إسماعيل بن أبي أويس نا موسى بن جعفر بن محمد عن أبيه جعفر عن أبيه عن جده علي بن الحسين عن الحسين بن علي عن علي قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من سب الأنبياء قتل ومن سب أصحابي جلد" ترجمہ: ہمیں ابو علی حداد اور دیگر جماعت نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہمیں ابو بکر بن ریذہ نے بتایا، انہوں نے کہا کہ ہمیں سلیمان بن احمد طبرانی نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہمیں عبید اللہ بن محمد العمری القاضی نے طبرستان میں ۲۷۷ ہجری میں بتایا، انہوں نے کہا کہ ہمیں اسماعیل بن ابو اویس نے بتایا، انہوں نے کہا کہ ہمیں موسیٰ بن جعفر بن محمد نے اپنے والد جعفر سے، انہوں نے

1 ...۔السابق واللاحق في تباعد ما بين وفاة راويين عن شيخ واحد، صفحہ 88، دار الصمیعي، ریاض۔

اپنے والد سے، انہوں نے اپنے دادا علی بن حسین سے، انہوں نے حسین بن علی سے اور انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو انبیاء کو گالی دے، اسے قتل کیا جائے اور جو میرے صحابہ کو گالی دے، اسے کوڑے مارے جائیں۔"[1]

الأربعون علی الطبقات لعلي بن المفضل المقدسي میں ہے: "من سب الأنبياء قتل، ومن سب أصحابي جلد" ترجمہ: "جو انبیاء کو گالی دے، اسے قتل کیا جائے اور جو میرے صحابہ کو گالی دے، اسے کوڑے مارے جائیں۔"[2]

جامع الأحادیث میں ہے: "من سب نبيًّا فاقتلوه ومن سب أصحابى فاضربوه (ابن النجار عن على) أخرجه أيضًا: الديلمى" ترجمہ: "جو نبی کو گالی دے، اسے قتل کرو اور جو میرے صحابہ کو گالی دے، اسے مارو" (ابن النجار نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی)۔ اس حدیث کو دیلمی نے بھی روایت کیا ہے۔[3]

مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح میں ہے: "وروى الطبراني عن ابن عباس: «من سب أصحابي فعليه لعنة الله والملائكة والناس أجمعين»، وفي رواية للطبراني عن علي: من سب الأنبياء قتل، ومن سب أصحابي جلد" ترجمہ: طبرانی نے ابن عباس سے روایت کیا: "جو میرے صحابہ کو گالی دے، اس پر اللہ کی لعنت، فرشتوں کی لعنت، اور تمام انسانوں کی لعنت ہو۔" اور طبرانی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی روایت کی: "جو نبیوں کو گالی دے،

1...۔تاریخ دمشق لابن عساکر، جلد 38، صفحہ 103، دار الفکر للطباعۃ۔
2...۔الأربعون علی الطبقات لعلي بن المفضل المقدسي، صفحہ 462، أضواء السلف۔
3...۔جامع الأحادیث، جلد 20، صفحہ 368، بترقیم الشاملۃ آلیا۔

اسے قتل کیا جائے اور جو میرے صحابہ کو گالی دے، اسے کوڑے مارے جائیں۔"[1]

شم العوارض فی ذم الروافض میں ہے:« وقد ورد عنه صلى الله عليه وسلم: ((أن من سب الأنبياء قتل، ومن سب أصحابي جلد)) رواه الطبراني عن علي كرم الله وجهه » ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے: "جو انبیاء کو گالی دے، اسے قتل کیا جائے اور جو میرے صحابہ کو گالی دے، اسے کوڑے مارے جائیں۔" یہ حدیث طبرانی نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کی ہے۔[2]

فیض القدیر میں ہے:« وهذا محمول على سب يتضمن تكفيرا بدليل قوله في الحديث الآتي من سب الأنبياء قتل ومن سب أصحابي جلد وهذا الحديث رواه الحافظ عبد الباقي » ترجمہ: یہ اس گالی والی بات پر محمول ہے جو تکفیر کو شامل ہو۔ جیسا کہ اگلی حدیث میں ہے: "جو انبیاء کو گالی دے، اسے قتل کیا جائے، اور جو میرے صحابہ کو گالی دے، اسے کوڑے مارے جائیں۔" اس حدیث کو حافظ عبد الباقی نے روایت کیا ہے۔[3]

2۔ اہلِ علم کے عمل سے حدیث کی تقویت:

اہلِ علم کے عمل سے حدیث قوی ہو جاتی ہے جبکہ یہاں اس حدیث پر پوری امت کا عمل و اجماع ہے جس پر متعدد کتب میں تصریحات موجود ہیں۔ کچھ کا ذکر ذیل میں آئے گا۔ لہذا یہ حدیث بھی قوت پا کر قبولیت کا درجہ حاصل کر چکی ہے۔

چنانچہ اہلِ علم کے عمل سے حدیث کو تقویت ملتی ہے، جیسا کہ فتاوی رضویہ میں ہے:

---

1 ...۔ مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح، جلد 09، صفحہ 3942، دار الفکر، بیروت۔

2 ...۔ شم العوارض فی ذم الروافض، صفحہ 35، مرکز الفرقان للدراسات الإسلامیۃ۔

3 ...۔ فیض القدیر، جلد 06، صفحہ 133، المکتبۃ التجاریۃ الکبری، مصر۔

"اہلِ علم کے عمل کر لینے سے بھی حدیث قوت پاتی ہے اگرچہ سند ضعیف ہو۔ مرقاۃ میں ہے:

"رواہ الترمذی وقال ھذا حدیث غریب والعمل علی ھذا عند اھل العلم، قال النووی واسنادہ ضعیف نقلہ میرک، فکأن الترمذی یرید تقویۃ الحدیث بعمل اھل العلم، والعلم عند اللہ تعالٰی کماقال الشیخ محی الدین ابن العربی انہ بلغنی عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم، انہ من قال لاالٰہ الااللہ سبعین الفا، غفر اللہ تعالٰی لہ، ومن قیل لہ غفرلہ ایضا، فکنت ذکرت التھلیلۃ بالعدد المروی من غیر ان انوی لاحد بالخصوص، فحضرت طعاما مع بعض الاصحاب وفیھم شاب مشھور بالکشف، فاذاھو فی اثناء الاکل اظھر البکاء، فسألتہ عن السبب، فقال اری امی فی العذاب، فوھبت فی باطنی ثواب التھلیلۃ المذکورۃ لھا فضحک وقال انی اراھا الاٰن فی حسن المآب فقال الشیخ فعرفت صحۃ الحدیث بصحۃ کشفہ وصحۃ کشفہ بصحۃ الحدیث "یعنی امام ترمذی نے فرمایا یہ حدیث غریب ہے اور اہلِ علم کا اس پر عمل ہے سید میرک نے امام نووی سے نقل کیا کہ اس کی سند ضعیف ہے تو گویا امام ترمذی عملِ اہلِ علم سے حدیث کو قوت دینا چاہتے ہیں واللہ تعالٰی اعلم۔

اس کی نظیر وہ ہے کہ سیدی شیخ اکبر امام محی الدین ابن عربی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا:

مجھے حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے حدیث پہنچی ہے کہ جو شخص ستّر ہزار بار لا الٰہ الا اللہ کہے اس کی مغفرت ہو اور جس کے لیے پڑھا جائے اس کی مغفرت ہو، میں نے لا الٰہ الا اللہ اتنے بار پڑھا تھا اُس میں کسی کے لیے خاص نیت نہ کی تھی اپنے بعض رفیقوں کے ساتھ ایک دعوت میں گیا اُن میں ایک جوان کے کشف کا شُہرہ تھا کھانا کھاتے کھاتے رونے لگا میں نے سبب پُوچھا، کہا اپنی

ماں کو عذاب میں دیکھتا ہوں، میں نے اپنے دل میں کلمہ کا ثواب اُس کی ماں کو بخش دیا فوراً وہ جوان ہنسنے لگا اور کہا اب میں اُسے اچھی جگہ دیکھتا ہوں، امام محی الدین قدس سرہ فرماتے ہیں میں نے حدیث کی صحت اُس جوان کے کشف کی صحت سے پہچانی اور اس کے کشف کی صحت حدیث کی صحت سے جانی۔

امام سیوطی "تعقبات" میں امام بیہقی سے نقل کرتے ہیں: "تداولها الصالحون بعضهم عن بعض وفی ذلک تقوية للحديث المرفوع "(اسے صالحین نے ایک دوسرے سے اخذ کیا اور اُن کے اخذ میں حدیث مرفوع کی تقویت ہے۔)

اُسی میں فرمایا: قدصرح غيرواحد بان من دليل صحة الحديث قول اهل العلم به وان لم يكن له اسناد يعتمد علیٰ مثله۔ معتمد علما نے تصریح فرمائی ہے کہ اہلِ علم کی موافقت صحتِ حدیث کی دلیل ہوتی ہے اگرچہ اُس کے لیے کوئی سند قابلِ اعتماد نہ ہو۔

یہ ارشاد علما احادیث احکام کے بارے میں ہے پھر احادیثِ فضائل تو احادیثِ فضائل ہیں۔"[1]

3۔ تلقی بالقبول سے حدیث کی تقویت:

یہ حدیث تلقی بالقبول کا درجہ رکھتی ہے۔ اور تلقی بالقبول سے حدیث قوی ہو جاتی ہے۔

چنانچہ، اس سے تقویتِ حدیث کے متعلق فتاوی رضویہ میں ہے: "علاوہ بریں یہ معنیٰ قدیماً وحدیثاً تصانیف وکلمات ائمہ وعلماء واولیاء وعرفاء میں مذکور ومشہور وملقّٰی بالقبول رہنے پر خود صحت حدیث کی دلیل کافی ہے، فان الحديث يتقوى بتلقی الائمة بالقبول كما اشاراليه الامام

1 ...فتاوی رضویہ، جلد 05، صفحہ 475-477، رضا فاؤنڈیشن، لاہور۔

الترمذی فی جامعہ وصرح بہ علماؤنا فی الاصول۔ اس لیے کہ حدیث علماء کی طرف سے تلقی بالقبول پاکر قوی ہو جاتی ہے جیسا کہ امام ترمذی نے اپنی جامع میں اس کی طرف اشارہ کیا ہے، اور ہمارے علماء نے اصول میں اس کی تصریح فرمائی ہے۔"[1]

اسی میں ہے: "تلقی علماء بالقبول وہ شے عظیم ہے جس کے بعد ملاحظہ سند کی حاجت نہیں رہتی بلکہ سند ضعیف بھی ہو تو حرج نہیں کرتی، کما بیناہ فی "منیر العین فی حکم تقبیل الابھامین" (جیسا کہ ہم نے اپنے رسالہ "منیر العین فی حکم تقبیل الابھامین" میں اس کو بیان کیا ہے۔)"[2]

4۔ مجتہد کے استدلال سے حدیث کو تقویت:

اس حدیث کی سند میں اگرچہ کلام ہے، مگر جب کئی ائمہ مجتہدین نے استدلال فرماکر گستاخِ رسول کی سزا کا حکم بیان فرمادیا، تو یہ اس کی صحت کی دلیل ہے، جیسا کہ کشف الخفاء میں ہے: "أن المجتهد إذا استدل بحديث على حكم فلا يتصور أن لا يكون صحيحا أو حسنا عنده "ترجمہ: مجتہد جب کسی حدیث سے کسی حکم پر استدلال کرے تو اس سے یہ متصور نہیں ہوتا کہ یہ حدیث اس کے نزدیک صحیح یا حسن نہیں (کیونکہ اس بات کو وہ بھی جانتے تھے کہ احکام میں اس مرتبہ کی احادیث ہی قابلِ قبول ہیں۔)[3]

ایسا ہی امامِ اہل سنت امام احمد رضا خان رحمۃ الرحمن نے محقق علی الاطلاق صاحب فتح

1...فتاوی رضویہ، جلد 30، صفحہ 661، رضا فاؤنڈیشن، لاہور۔
2...فتاوی رضویہ، جلد 30، صفحہ 659، رضا فاؤنڈیشن، لاہور۔
3...کشف الخفاء، جلد 01، صفحہ 417، مطبوعہ مکتبۃ المقدسی قاہرہ۔

القدیر محدثِ جلیل امام ابنِ ہمام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حوالے سے بھی نقل فرمایا ہے۔[1]

5۔ائمہ حدیث کے نزدیک مشہور ہونے سے تقویتِ حدیث:

یہ حدیث ائمہ حدیث اور امت کے درمیان مشہور ہے۔ اور یوں جب محدثین کے ہاں حدیث مشہور ہو جائے تو اس کو صحت کا درجہ حاصل ہو جاتا ہے۔ چنانچہ تدریب الراوی فی شرح تقریب النواوی میں ہے:"«وقال الأستاذ أبو إسحاق الإسفراييني: تعرف صحة الحديث إذا اشتهر عند أئمة الحديث بغير نكير منهم»" ترجمہ: استاد ابو اسحاق اسفرائینی نے فرمایا: حدیث کی صحت کی پہچان کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ وہ محدثین کے ہاں بغیر کسی انکار کے مشہور ہو۔[2]

اسی طرح فیض القدیر (2/554)، المبسوط للسرخسي (12/110)، فتح القدیر للکمال بن الھمام (8/ 173) اور مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح وغیرہا کثیر کتب میں ہے واللفظ للآخر: « إنه مشهور تلقته الأمة بالقبول » ترجمہ: یہ مشہور ہے، امت نے اسے قبولیت کے ساتھ لیا ہے۔[3]

حتی کہ خاص مدینہ میں حدیث کی شہرت کو بھی تقویتِ حدیث کا سبب قرار دیا گیا ہے۔ چنانچہ، مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح میں ہے:« وقال مالك: شهرة الحديث بالمدينة تغني عن صحة سنده » ترجمہ: امام مالک نے فرمایا: مدینہ میں حدیث کی شہرت اس کی سند کی

1...فتاوی رضویہ، جلد 17، صفحہ 470، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، لاہور۔

2...تدريب الراوي في شرح تقريب النواوي، جلد 01، صفحہ 66، دار طيبة، بيروت۔

3...مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، جلد 06، صفحہ 2229، دار الفكر، بيروت۔

صحت کے لیے کافی ہے۔[1]

اسی طرح "خبر الواحد الصحيح وأثره في العمل والعقيدة" میں ہے: «الخبر الذي تلقته الأمة بالقبول، كما مر في أكثر من موضع. وألحق به الإمام أبو بكر الجصاص الحنفي الخبر المشهور كما ذكرنا، وذلك بمعنى الشهرة عند الحنفية » ترجمہ: وہ خبر جسے امت نے قبولیت کے ساتھ لیا ہو، جیسا کہ متعدد مقامات پر گزر چکا ہے۔ امام ابو بکر جصاص حنفی نے مشہور خبر کو بھی اسی میں شامل کیا، جیسا کہ ذکر کیا گیا، اور یہ حنفیہ کے نزدیک شہرت کے معنی میں ہے۔[2]

6۔ اجماع سے تقویتِ حدیث کا بیان:

اس مسئلہ پر اجماع بھی ہے جیسا کہ عنقریب تصریحات آئیں گی۔ اور اجماع سے حدیث کو تقویت ملنے کے ساتھ ساتھ، سند کی احتیاج ہی ختم ہو جاتی ہے، اس بات کو ائمہ نے خاص اس حدیث کے ضمن میں بھی ذکر کیا ہے۔۔ چنانچہ، النكت على مقدمة ابن الصلاح للزركشي میں ہے: « قال (في التمهيد) وهذا وإن لم يصح إسناده ففي قول جماعة العلماء وإجماع الناس على معناه ما يغني عن الإسناد فيه وقريب منه ما ذكره الشافعي في الرسالة في حديث لا وصية لوارث إن إسناده منقطع لكن استفاضته بين النقلة وأهل المغازي جعلته حجة » ترجمہ: امام ابن عبد البر نے التمہید میں فرمایا: "یہ حدیث اگرچہ اسناد کے اعتبار سے صحیح نہیں، لیکن علماء کی ایک جماعت کے قول اور لوگوں کے اس کے معنی پر اجماع نے اسناد کی حاجت کو ختم کر دیا ہے۔" اس کے قریب وہ بات ہے جو امام شافعی نے الرسالہ میں حدیث "لا

1...۔مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح، جلد 06، صفحہ 2229، دار الفکر، بیروت۔

2...۔خبر الواحد الصحیح وأثرہ في العمل والعقیدۃ، صفحہ 175، مجلۃ التراث العربی، بیروت۔

وصیۃ لوارث" کے بارے میں ذکر کی ہے کہ اس کی سند منقطع ہے، لیکن اس کی ناقلین اور اہل مغازی کے درمیان شہرت نے اسے حجت بنا دیا۔[1]

خاص اسی روایت کے متعلق "شرح الزرقاني على المواهب اللدنية بالمنح المحمدية" میں تصریح موجود ہے: " وأما السنة" فكثيرة، منها ما رواه الدارقطني والطبراني، عن علي رفعه: "من سب نبيا فاقتلوه، ومن سب أصحابي فاضربوه وسنده ضعيف، لكن اعتضد بالإجماع "ترجمہ: جہاں تک سنت کا تعلق ہے، تو اس سلسلے میں بہت سی روایات موجود ہیں، جن میں سے ایک وہ ہے جسے دارقطنی اور طبرانی نے حضرت علی (رضی اللہ عنہ) سے مرفوعاً روایت کیا ہے: "جو کسی نبی کو گالی دے، اسے قتل کر دو اور جو میرے صحابہ کو گالی دے، اسے مارو۔' اس کی سند ضعیف ہے، لیکن اسے اجماع کی تائید حاصل ہے "۔[2]

"بهجة المحافل وبغية الأماثل" میں ہے: « وذلك اجماع كما يؤخذ من كلام عياض وغيره وقد روى الدارقطني والطبرانی عن علی من سب نبيا فاقتلوه ومن سب أصحابي فاضربوه وهذاالحديث وان كان في اسناده ضعف فقداعتضد بالاجماع » ترجمہ: یہ (یعنی گستاخ کے قتل پر) اجماع ہے، جیسا کہ قاضی عیاض اور دیگر کے کلام سے معلوم ہوتا ہے۔ دارقطنی اور طبرانی نے حضرت علی (رضی اللہ عنہ) سے روایت کیا ہے: "جو کسی نبی کو گالی دے، اسے قتل کر دو اور جو میرے صحابہ کو گالی دے، اسے مارو۔" اگرچہ اس حدیث کی سند میں ضعف ہے، لیکن اسے اجماع کی تائید حاصل ہے۔[3]

1...النكت على مقدمة ابن الصلاح للزركشي، جلد 01، صفحہ 107، ریاض۔

2...شرح الزرقاني على المواهب اللدنية، جلد 07، صفحہ 334، دار الکتب العلمیہ، بیروت۔

3...بهجة المحافل وبغية الأماثل، جلد 02، صفحہ 195، دار صادر، بیروت۔

7۔ موافقتِ قرآن وحدیث سے تقویتِ حدیث پر جزئیات:

حدیث کی صحت پر استدلال اس طرح بھی کیا جا سکتا ہے کہ وہ ایسی خبر ہو جو قرآن کی کسی آیت یا متواتر سنت سے ہم آہنگ ہو، یا جسے امت نے تسلیم کیا ہو اور یہی حال اس حدیث کا بھی ہے کہ قرآن وحدیث کے موافق اور امت کی تسلیم شدہ ہے۔ چنانچہ "الكفاية في علم الرواية للخطيب البغدادي میں ہے: «وقد يستدل أيضا على صحته بأن يكون خبرا عن أمر اقتضاه نص القرآن أو السنة المتواترة، أو اجتمعت الأمة على تصديقه، أو تلقته الكافة بالقبول، وعملت بموجبه لأجله» ترجمہ: حدیث کی صحت پر استدلال اس طرح بھی کیا جا سکتا ہے کہ یہ ایسی خبر ہو جو قرآن کے کسی نص یا متواتر سنت سے ثابت شدہ امر کی خبر دے، یا جس کی تصدیق پر امت کا اجماع ہو، یا جسے عام لوگوں نے قبول کر کے اس کے مطابق عمل کیا ہو۔[1]

اسی طرح الموافقات میں ہے: «والحاصل من الجميع صحة اعتبار الحديث بموافقة القرآن وعدم مخالفته» ترجمہ: تمام باتوں کا حاصل یہ ہے کہ حدیث کی صحت کا اعتبار قرآن کے موافق ہونے اور اس کے مخالف نہ ہونے پر کیا جاتا ہے۔[2]

8۔ گستاخ کے قتل پر اجماعِ امت:

مذکورہ بالا حدیث کو نقل کرنے کے بعد امام تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ تعالی علیہ لکھتے ہیں کہ گستاخِ رسول کے قتل کا مسئلہ اجماعی مسئلہ ہے۔ چنانچہ "المغانم المطابة في معالم طابة"

---

1 ...۔الكفاية في علم الرواية للخطيب البغدادي، صفحہ 17، جمعية دائرة المعارف العثمانية، ہند۔

2 ...۔الموافقات، جلد 04، صفحہ 339، دار ابن عفان، بیروت۔

میں ہے:"ومنها: قوله صلى الله عليه وسلم: «من سب نبيا فاقتلوه، ومن سب أصحابي فاضربوه». وأما الإجماع: فأيضا أمر جلي واضح، لا يشك فيه شاك، ولا يخالف فيه أحد، أن المسلمين كافة يوجبون تعظيم رسول الله صلى الله عليه وسلم التعظيم البالغ الذي لا مرمى وراءه، ولا غاية بعده، وأن كل من نقصه وعابه، فهو كافر حلال الدم" ترجمہ: ان روایات میں سے ایک روایت یہ بھی ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو نبی کو گالی دے، اسے قتل کرو، اور جو میرے صحابہ کو گالی دے، اسے مارو۔" اور جہاں تک اجماع کا تعلق ہے، تو یہ بھی ایک واضح اور یقینی حکم ہے، جس میں کوئی شک نہیں اور اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ تمام مسلمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کو ایسے انتہائی درجہ تک ضروری سمجھتے ہیں، جس کی کوئی حد یا انتہاء نہیں ہے، اور جو شخص ان کی عظمت کو کم کرے یا ان پر عیب لگائے، وہ کافر ہے اور اس کا خون حلال ہے۔[1]

اسی طرح السیف المسلول علی من سب الرسول میں ہے: «ولا ضرورة إليه لأنه حكم مجمع عليه. وأما الإجماع: فقد تقدم نقله. وأما القياس: فلأن المرتد ثبت قتله بالإجماع والنصوص المتظاهرة، ومنها قوله صلى الله عليه وسلم: "من بدل دينه فاقتلوه"، والساب مرتد مبدل لدينه، فلك أن تدخله في عموم قوله: "من بدل دينه" فيكون ثابتًا بالنص، ولك أن تجعل السب مقيسًا على الردة بطريق الأولى لأنه أفحش» ترجمہ: اس کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ یہ حکم اجماع پر مبنی ہے۔ اور جہاں تک اجماع کا تعلق ہے، اس کا ذکر پہلے آچکا ہے۔ جہاں تک قیاس کا تعلق ہے، تو مرتد کے قتل کو اجماع اور

1 ...۔المغانم المطابة في معالم طابة، جلد 01، صفحه 77، مركز بحوث ودراسات المدينة المنورة۔

متواتر نصوص سے ثابت کیا گیا ہے، جن میں سے ایک یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو اپنا دین بدلے، اسے قتل کرو"۔ اور سَبّ کرنے والا مرتد ہے جو اپنا دین بدلتا ہے، تو آپ اسے "جو اپنا دین بدلے" کے عموم میں شامل کرسکتے ہیں، جو کہ نص سے ثابت ہے، یا پھر آپ سب کو رِدَّۃ پر قیاس کرسکتے ہیں کیونکہ یہ زیادہ سنگین معاملہ ہے۔[1]

ائمہ محدثین کا بیانِ حدیث میں تساہل:

محدثین کے نزدیک ضعیف احادیث کا فضائل کے باب میں قبول کیا جانا درست ہے۔

چنانچہ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے تدریب الراوي میں لکھا ہے:"(ويجوز عند أهل الحديث وغيرهم التساهل في الأسانيد) الضعيفة (ورواية ما سوى الموضوع من الضعيف والعمل به من غير بيان ضعفه في غير صفات الله تعالى)، وما يجوز ويستحيل عليه، وتفسير كلامه، (والأحكام كالحلال والحرام، و) غيرهما، وذلك كالقصص وفضائل الأعمال والمواعظ، وغيرها (مما لا تعلق له بالعقائد والأحكام). ومن نقل عنه ذلك: ابن حنبل، وابن مهدي، وابن المبارك"

ترجمہ: "محدثین وغیرہ علماء کے نزدیک ضعیف اسناد میں تساہل جائز ہے، اور موضوع کے علاوہ ضعیف روایات کو چند احکامات (صفات باری تعالی، محالات، کلام اللہ کی تفسیر اور حلال و حرام) کے علاوہ بقیہ عنوانات، جیسے قصص، فضائل اعمال، مواعظ وغیرہ میں حدیث کا ضعف بیان کیے بغیر بیان کرنا اور ان پر عمل کرنا جائز ہے، بشرطیکہ ان کا تعلق عقائد اور احکام سے نہ ہو۔ اور جن سے یہ

1 ...۔السیف المسلول علی من سب الرسول، صفحہ 151، دار الفتح، عمان۔

مسئلہ منقول ہے ان میں امام احمد بن حنبل، ابن مہدی، اور ابن مبارک شامل ہیں۔ "[1]

چند کتابوں کے نام (جن میں یہ حدیث موجود ہے):

1۔ معجم الاوسط للطبرانی	2۔ معجم الصغیر للطبرانی	3۔ شفاء شریف
4۔ تاریخ دمشق	5۔ جامع الاحادیث	6۔ جامع الصغیر
7۔ السیف المسلول	8۔ مرقاۃ المفاتیح	9۔ الاربعون علی الطبقات
10۔ شرح مشکل الوسیط	11۔ مختصر تاریخ دمشق	12۔ الاعتقاد الخالص من الشک والانتقاد
13۔ التوضیح لشرح الجامع الصغیر	14۔ مجمع الزوائد	15۔ المغانم المطابۃ فی معالم طابۃ
16۔ لسان المیزان	17۔ الفتح الکبیر	18۔ جمع الجوامع
19۔ الصواعق المحرقۃ	20۔ کنز العمال	21۔ شم العوارض فی ذم الروافض
22۔ التیسیر بشرح الجامع الصغیر	23۔ فیض القدیر	24۔ التنویر شرح الجامع الصغیر
25۔ فوائد تمام	26۔ الحاوی الکبیر	27۔ الفردوس بماثور الخطاب
28۔ شرح الشفاء	29۔ الریاض النضرۃ	30۔ احکام اہل الذمۃ

اسی طرح امامِ وہابیہ ابن تیمیہ نے بھی اس حدیث کو اپنی کتاب "الصارم المسلول علی شاتم الرسول" میں نقل کیا ہے۔ الغرض، یہ حدیث سنداً اگرچہ ضعیف ہے مگر اس حدیث کا مفہوم و تقویت قرآن و حدیث کے دیگر درجنوں دلائل سے ثابت ہے کہ گستاخِ رسول کی سزا موت ہے اس کو قتل کیا جائے گا اور اس حدیث کو کئی مصنفین نے اپنی اپنی کتب میں ذکر کیا ہے۔ لہذا اس حدیث کو بیان کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

تنبیہ: یہ یاد رہے کہ یہاں گستاخ کو قتل کرنے سے خطاب قاضی اسلام یا حکومتِ وقت کو ہے تو

1 ...۔ تدریب الراوي، جلد 01، صفحہ 350، دار الکتب العلمیہ، بیروت۔

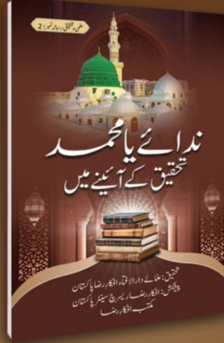
عام عوام کو بغیر کسی اختیارِ شرعی کے از خود اس طرح کا کوئی اقدام کرنے کی اجازت نہیں ہے۔

والله اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــــــــــــــــــــــہ

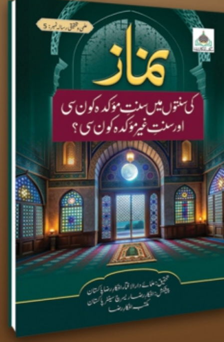
علمـــائے دارالافتاء افکارِ رضـــا

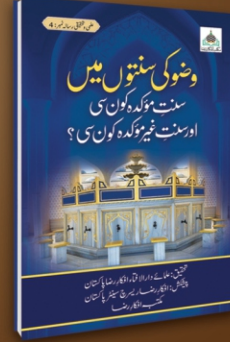














 /FIQHIMASAIL2526  /SYEDKAMRAN786

 +923169168614  /IAMKAMRANMADANI